سیرت صحابہ

محمد وسیم اختر مفتی

عمر فاروق رضی اللہ عنہ

[''سیر و سوانح'' کے زیرعنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

—— ۹ ——

سیرت و عہد

حضرت نعمان مانعین زکوٰۃ کے خلاف مہم میں حضرت ابوبکر کے میمنہ میں شامل تھے اور عراق کی تمام جنگوں میں حضرت خالد بن ولید کے ساتھ ساتھ رہے تھے۔ وہ قادسیہ اور خوزستان میں بہادری کے جوہر دکھا چکے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے انھیں کسکر کا عامل مقرر کیا تو انھوں نے حضرت عمر کو شکایت بھیجی کہ مجھے خراج کی وصولی کا کلکٹر بنا دیا گیا ہے، حالانکہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمر نے ان کے پروانۂ تقرری میں لکھا کہ کفار عجم مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے نہاوند میں جمع ہو گئے ہیں۔ یہ خط ملتے ہی ماہ روانہ ہو جاؤ۔ اہل کوفہ تمھارا ساتھ دیں گے۔ ماہ میں اپنی فوجیں منظّم کرنے کے بعد فیرزان کا مقابلہ کرنے نکل پڑنا۔ انھوں نے والیٔ کوفہ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو علیحدہ خط لکھا، حضرت نعمان کا ساتھ دینے کے لیے کوفہ سے بڑی تعداد میں لوگ جمع کر لو جو حضرت حذیفہ بن یمان کی کمان میں ماہ جائیں۔ جنگ نہاوند میں حضرت نعمان کو کوئی حادثہ پیش آئے تو حضرت حذیفہ ان کی جگہ لیں اور حضرت حذیفہ کے نہ ہونے کی صورت میں حضرت نُعیم بن مقرن کمان سنبھالیں۔ ایک روایت کے مطابق انھوں نے حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ سمیت سات آدمیوں کے نام لیے۔ یہ خط سائب بن اقرع کے

ہاتھ بھیجا گیا، حضرت عمر نے پیش آمدہ معرکے میں سائب کو مال فے کی وصولی کا انچارج بھی مقرر کیا۔ ایک مکتوب حضرت ابوموسیٰ اشعری کو بھی ارسال کیا کہ بصرہ سے کمک لے کر ماہ پہنچو۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے سلمیٰ بن قین، حضرت حرملہ بن مریطہ اور ایران میں موجود دوسرے کمانڈروں کو ہدایت کی کہ اپنی اپنی جگہ ایرانیوں کو الجھائے رکھو تاکہ ان کی طرف سے نہاوند مدد نہ پہنچ سکے۔

تینوں اطراف سے فوجیں آ گئیں تو جیش نعمان رضی اللہ عنہ مکمل ہوا، اگلا مرحلہ حلوان تھا۔ یہاں آ کر حضرت نعمان نے نہاوند پہنچنے والے راستوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ضروری سمجھا۔ انھوں نے حضرت طلیحہ بن خویلد، حضرت عمرو بن معدیکرب اور حضرت عمرو بن ابوسلمیٰ کو بھیجا۔ تینوں کی اطلاع تھی کہ رستہ صاف ہے اور اس میں کوئی فوجی سرگرمی نہیں۔ اب جیش نے کوچ کیا اور اپنی منزل نہاوند پہنچا، حضرت نعمان نے قلعے کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ ڈیڑھ لاکھ کا لشکر رکھتے ہوئے بھی فیرزان نے مسلمانوں کی ۳۰ ہزار نفوس پر مشتمل فوج سے بات چیت ضروری سمجھی۔ وہ قادسیہ کا مفرور تھا اور اسلامی فوج کی شجاعت آزما چکا تھا۔ اس کے کہنے پر حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا گیا۔ فیرزان تاج پہنے طلائی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ چمک دار بھالے اور نیزے لیے کئی گارڈ اسے گھیرے ہوئے تھے۔ اس نے حضرت مغیرہ کو دھمکی دی کہ اگر تم نے فوج کشی ترک نہ کی تو ہم کسی کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ وہ اطمینان سے بولے: رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد ہمیں فتح ونصرت ہی حاصل ہوتی رہی ہے، ہم تمھیں مغلوب کر کے رہیں گے یا اسی سرزمین میں جان دے دیں گے۔ حضرت مغیرہ واپس حضرت نعمان کے پاس آئے اور انھیں رپورٹ دی۔ اب جنگ کا مرحلہ شروع ہوا، پہلے دو دن کوئی فوج غلبہ حاصل نہ کر سکی۔ نہاوند کے قلعہ کے باہر آہنی خار نصب تھے، بیچ بیچ میں کچھ راستے چھوڑے گئے تھے۔ ایرانی ان راستوں سے نکلتے اور مسلمان فوجیوں کو لوٹ مار کر واپس چلے جاتے۔ جب مسلمان ان پر جوابی حملہ نہ کر پاتے تو مضطرب ہو جاتے۔ حضرت نعمان بن مقرن نے اپنے لشکر کے آزمودہ کار جرنیلوں سے مشورہ کیا۔ حضرت عمرو بن معدیکرب نے پے در پے حملے کرنے کا مشورہ دیا، ان کے خیال میں ایرانی اسی طرح قلعے سے باہر آ سکتے تھے۔ حضرت طلیحہ بن خویلد نے کہا: ہم حیلہ کر کے ایرانیوں کو میدان جنگ میں لا سکتے ہیں۔ اسی رائے پر عمل کرنے کا فیصلہ ہوا اور ذمہ داری حضرت قعقاع کو دی گئی۔ وہ علی الصبح کچھ فوج لے کر نکلے اور شہر پر تیر اندازی شروع کر دی پھر فصیل پھلانگنے کی کوشش بھی کی۔ پہرے دار انھیں روکنے کی کوشش کرتے تو ان کے ساتھی بڑھ بڑھ کر حملہ کرتے۔ پہرے پر مامور ایرانیوں نے جب چند مٹھی بھر مسلمانوں ہی کو اس مہم میں مصروف پایا تو ان کا پیچھا کرتے ہوئے فصیل اور اس کے گرد بچھے خاردار حصار سے باہر نکل آئے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت قعقاع نے کچھ دیر جم کر مقابلہ کیا پھر اپنا دستہ لے کر بھاگ نکلے۔ جب وہ اتنی دور نکل آئے کہ ان کا تعاقب کرنے والے ایرانی فوجیوں کا پیچھے کی طرف دھیان نہ رہا تو کثیر تعداد میں مسلمان فوجیوں نے فصیل کے پاس پوزیشنیں سنبھال لیں۔ فیرزان نے سپاہ اسلامی کی پسپائی کی خبر سنی تو اس پر کاری ضرب لگانے کے لیے اپنی تمام فوج شہر سے باہر نکال لایا۔ شہر کے دروازے پر چند پہرے دار ہی رہ گئے تھے۔ حضرت قعقاع نے کافی دور جا کر اپنے دستے کو روکا اور واپس اسلامی فوج سے آ ملے۔ حضرت نعمان نے ہدایت جاری کی کہ سورج ڈھلنے سے پہلے ایرانیوں سے جنگ نہ چھیڑی جائے، لیکن ایرانی فوج زوال سے قبل ہی آ کر مقابلے پر کھڑی ہوگئی۔ ان کی جانب سے تیر چلا کر کچھ مسلمانوں کو زخمی کیا گیا تو بھی انھوں نے لڑائی شروع کرنے کی اجازت نہ دی۔ زوال کے وقت نعمان رضی اللہ عنہ اپنے سیاہ گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے تمام رسالوں میں گئے اور جوانوں کی ہمت بندھائی۔ انھوں نے ہدایت دی کہ میری پہلی تکبیر پر چست ہو جانا، دوسری پر اسلحہ بند اور جب میں تیسری دفعہ اللہ اکبر کا نعرہ لگاؤں تو دشمن پر ٹوٹ پڑنا۔ جوں ہی ان کا نعرہ بلند ہوا، سپاہیوں نے دھاوا بول دیا، وہ عقاب کی سی تیزی سے ایرانیوں پر وار کرتے رہے۔ ایرانیوں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے، لیکن انھوں نے بھی سخت جوابی حملے کیے، فوجیوں کی للکاروں کے ساتھ تلواروں کے تلواروں سے ٹکرانے کا شور برپا ہو گیا۔ سورج ڈوبنے کو آ گیا، اس قدر ایرانی مارے گئے کہ میدان جنگ ان کے خون سے لتھڑ گیا۔ حضرت نعمان اسلامی پرچم تھامے ہوئے دشمن کے قلب میں گھسنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ان کا گھوڑا پھسلا، وہ گرے تھے کہ ایک تیر ان کے پہلو میں آن لگا۔ ان کے بھائی حضرت نُعیم نے ان کے جسم کو کپڑے سے ڈھانک دیا اور پرچم حضرت عمر کی ہدایت کے مطابق حذیفہ رضی اللہ عنہ کو تھما دیا۔ اندھیرا چھا چکا تھا اور جنگ کا بازار گرم تھا۔ حضرت حذیفہ فوج کی کمان کرتے رہے اور کسی کو خبر نہ ہوئی۔ رات گئے ایرانی پسپا ہوئے، ان کے اپنے بچھائے ہوئے خاروں نے ان کی واپسی کی راہ مسدود کر دی۔ اس طرح ان کے فوجی کثرت سے مارے گئے، کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں، لیکن زیادہ تر قلعے کے گرد کھدی گہری خندق میں گرنے سے ہلاک ہوئے۔ اہل تاریخ کا کہنا ہے کہ مقتولوں کی تعداد ا لاکھ ۲۰ ہزار تھی۔

اس مرحلے پر فیرزان نے اپنی فوج کو چھوڑا اور گھوڑا دوڑاتے ہوئے اکیلے ہی ہمدان کی راہ پکڑی۔ حضرت نُعیم نے اسے جاتے ہوئے دیکھ لیا اور قعقاع کو اس کا پیچھا کرنے کو کہا۔ فیرزان بھاگتا ہوا درۂ ہمدان جا پہنچا، آگے سے شہد سے لدے ہوئے خچروں اور گدھوں کا قافلہ آ رہا تھا۔ وہ گھوڑے سے اتر آیا اور پہاڑوں میں چھپنے کی کوشش کی، لیکن حضرت قعقاع نے اسے جا لیا اور جہنم رسید کیا۔ اس واقعے کی وجہ سے اس درے کو درۂ شہد کہا جانے لگا۔ کچھ اور

بھگوڑوں نے بھی ہمدان میں پناہ لی۔ مسلمانوں نے ہمدان کا محاصرہ کر لیا تو شہر کے باشندگان اور پناہ گیر صلح پر مجبور ہو گئے۔ نہاوند فتح ہونے کے بعد حذیفہ نے ہر سوار کو ۶ ہزار اور پیادہ کو ۲ ہزار درہم حصہ دیا۔ انھوں نے باہر رہ کر فوج کی مدد کرنے والوں کو بھی عطیات دیے اور باقی غنائم حضرت عمر کے مقرر کردہ مُحصّل سائب کے حوالے کیے۔ اس موقع پر پارسی آتش کدے کا والی ہرند حذیفہ کے پاس آیا۔ اس نے قیمتی جواہرات کے دو صندوق اس شرط پر دینے کی پیش کش کی کہ اسے امان دے دی جائے۔ یہ شاہ ایران نے اپنے برے وقت کے لیے اس کے پاس رکھوائے ہوئے تھے۔ اہل جیش صندوق پا کر بہت خوش ہوئے، لیکن سب نے فیصلہ کیا کہ مال غنیمت میں ملنے والا حصہ ہی ہمارے لیے کافی ہے۔ یہ صندوق امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے ذاتی حصے کے طور پر رکھ لیے جائیں۔

مدینہ میں عمر رضی اللہ عنہ کو نہاوند ہی کی فکر تھی، راتوں کو اٹھ اٹھ کر وہ فتح کی دعائیں مانگتے۔ حذیفہ خوش خبری سنانے کے لیے طریف بن سہم کو بھیج چکے تھے، مال فے اور خسروی صندوق لے کر سائب بعد میں روانہ ہوئے۔ نصرت کی خبر سن کر امیر المومنین سجدے میں گر پڑے۔ پھر انھوں نے حضرت نعمان کے بارے میں استفسار کیا۔ ان کی شہادت کا پتا چلا تو اتنا روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ باقی شہدا کے بارے میں بھی فرداً فرداً استفسار کیا، رات کا وقت تھا، خمس مسجد نبوی میں رکھوا کر حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت عبداللہ بن ارقم کو نگرانی کے لیے مقرر کیا۔ جب وہ گھر پہنچے تو جواہرات کے صندوق ان کے سپرد کیے گئے اور بتایا گیا کہ یہ غازیوں کی خواہش کے مطابق خاص آپ کے لیے رکھے گئے ہیں۔ سائب کوفہ پہنچے ہی تھے کہ حضرت عمر کے قاصد نے آن لیا، وہ فوراً ہی مدینہ پلٹ آئے۔ خلیفۂ ثانی نے کہا: تیرا بھلا ہو! رات بھر خواب میں فرشتے مجھے ان صندوقوں کی طرف گھسیٹ گھسیٹ کر لے جاتے رہے۔ یہ آگ سے بھڑک رہے تھے اور وہ مجھے ان سے داغنا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں انھیں مسلمانوں میں بانٹ دوں گا۔ انھیں دور لے جاؤ اور بیچ کر رقم مسلمانوں کے عطیات میں شامل کر دو۔ سائب بن اقرع نے ان صندوقوں کے جواہرات کوفہ کی مسجد میں فروخت کے لیے رکھے، عمرو بن حریث مخزومی نے ۲۰ لاکھ درہم میں خرید لیے اور ۴۰ لاکھ درہم میں واپس ایرانیوں کو فروخت کر دیے۔ طبری کی روایت کے مطابق سیدنا عمر نے انھیں فاتح نہاوند حذیفہ کے پاس واپس بھجوا دیا اور انھوں نے ۴۰ لاکھ میں بیچ کر ہر گھڑ سوار کو ۴ ہزار درہم اضافی حصہ دے دیا۔

تمام اہل اسلام فتح نہاوند سے بے حد خوش تھے بالخصوص اہل کوفہ کی خوشی کا ٹھکانا نہ تھا۔ انھوں نے اسے ''فتح الفتوح'' کا نام دیا۔ حقیقت یہی ہے کہ ایرانیوں کے پاؤں اکھڑ چکے تھے، سقوط نہاوند کے بعد انھیں ان کے اپنے وطن ہی میں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جاے قرار نہ مل سکی۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ بھی بے حد خوش تھے، انھوں نے اس جنگ میں بہادری کے جوہر دکھانے والوں کو مزید دو دو ہزار درہم عطا کیے۔ طبری کے خیال میں یہ معرکہ ۲۱ھ میں جبکہ دوسری روایت کے مطابق ۱۹ھ میں پیش آیا۔ ابوموسیٰ اشعری نہاوند سے واپس ہوئے تو دینور میں پڑاؤ ڈالا، پانچویں دن مختصر جنگ ہوئی اور وہاں کے رہنے والوں نے صلح کر لی۔ پھر انھوں نے سیروان کو زیر کیا۔ صیمرہ کے باشندے حضرت ابوموسیٰ کے مقرر کردہ عامل کو جزیہ وخراج دینے پر آمادہ ہوئے اور حضرت حذیفہ بن یمان نے ماہ کے حاکم دنبار سے صلح کا معاہدہ کیا۔

جنگ نہاوند کے بعد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے ایران میں موجود اسلامی افواج کی تنظیم نو کی۔ انھوں نے احنف بن قیس کو خراسان کا کمانڈر مقرر کیا، مجاشع بن مسعود کی تقرری اردشیر اور سابور کے لیے اور عثمان بن ابوالعاص کی اصطخر کے لیے کی، ساریہ بن زُنیم کو درابجرد بھیجا۔ خلیفۂ دوم نے حضرت سہیل بن عدی کو کرمان کا علم دیا، عاصم بن عمرو کو سجستان اور حکم بن عمرو کو مکران کے پرچم عطا کیے۔ اسی اثنا میں یزدگرد رے سے اصفہان جا پہنچا اور وہاں کے لوگوں کو جنگ پر اکسانے لگا۔ حضرت عمر نے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان اور حضرت نعمان بن مقرن کے لشکر اصفہان روانہ کر دیے۔ ان کی خواہش تھی کہ یزدگرد قید ہو جائے تاکہ ایران کے محاذ پر جنگ کا خاتمہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عبداللہ ابن عتبان کی فوج کو اصفہان کے باہر ایک بڑے ایرانی لشکر کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے سپہ سالار استندار نے کوئی مہلت دیے بغیر جنگ چھیڑ دی۔ اس کی توقع کے برعکس بھاری تعداد میں ایرانی مرنے لگے تو ایک بوڑھا ایرانی سورما شہریار بن جاذویہ جو مقدمے کی کمان سنبھالے ہوئے تھا، آگے بڑھا اور مبارزت کے لیے للکارا۔ عبداللہ بن ورقا نکلے اور اسے جہنم رسید کیا۔ اس کی ہلاکت کے بعد ایرانی مضطرب ہو کر پلٹے اور اصفہان کے شاہی محلات جیّ کی فصیل میں پناہ لی، یزدگرد کرمان کو بھاگ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان نے جیّ کا محاصرہ کر لیا۔ پہلے ایرانی قلعے سے باہر نکل کر مسلمانوں پر حملے کرتے رہے، پھر تنگ آ کر ایک فیصلہ کن معرکے کے لیے صف آرا ہوئے۔ جنگ سے پہلے اصفہانیوں کا سالار فاذوستان عبداللہ کے پاس آیا اور کہا: اپنے ساتھیوں کا خون کرنے سے بہتر ہے ہم دوبدو مقابلہ کر لیں۔ جو بچ گیا، غالب آ جائے گا۔ کچھ دیر دونوں میں زور آزمائی ہوئی تھی کہ فاذوستان بولا: تجھ جیسے دلیر سے لڑنے کے بجائے میں محض ایک شرط پر اصفہان تمھارے حوالے کرنے کو تیار ہوں، ہم میں سے جو اصفہان چھوڑ کر جانا چاہتا ہے، اسے نہ روکو۔ اس طرح اصفہانی اہل ذمہ میں شامل ہو گئے، صرف ۳۰ آدمی ایسے تھے جنھوں نے کرمان جانا پسند کیا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

دوسری طرف بحر قزوین (کشرین) کے جنوب میں واقع شہروں کے حکمران قادسیہ میں جہنم واصل ہونے والے جرنیل رستم کے بھائی اسفندیار کی قیادت میں اکٹھے ہو گئے اور مسلمانوں کی رے کی جانب پیش قدمی روکنے کی پیش بندی کرنے لگے۔ اہل ہمدان کو ان کے گٹھ جوڑ کا پتا چلا تو وہ بھی خلافت اسلامی سے کیا ہوا معاہدۂ صلح توڑ کر ان کے ساتھ مل گئے۔ حضرت عمر نے حضرت نُعیم بن مقرن کو حکم دیا کہ جلد از جلد ہمدان پہنچو اور وہاں کے باشندوں کو ایسا سبق سکھاؤ کہ پھر کوئی عہد شکنی کی جرأت نہ کرے۔ اہل ہمدان جب ان کے محاصرے میں آ گئے تو صلح کی درخواستیں کرنے لگے۔ حضرت نُعیم نے صلح قبول کر لی، انھوں نے عروہ بن زید کو فتح کی بشارت دے کر مدینہ بھیجا۔ حضرت عمر نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ واج رود کے مقام پر تین اطراف سے حرکت کر کے ایرانی قوتوں نے ڈیرا ڈال دیا ہے، دیلم سے مُوتا، رے سے زبندی (زینبی) اور آذربائیجان سے اسفندیار اپنا لشکر لے کر پہنچ چکے ہیں تو فوراً حضرت نُعیم کو خط لکھا کہ ہمدان پر اپنا نائب مقرر کر کے رے کی جانب کوچ کرو اور اہل فارس کی جمعیت کا مقابلہ کرو۔ چنانچہ حضرت نُعیم نے یزید بن قیس کو والئ ہمدان مقرر کیا اور ۱۲ ہزار کا جیش لے کر واج رود پہنچے۔ وہ اپنے جاسوسوں کے ذریعے معلومات حاصل کر کے چلے تھے، لیکن ایرانیوں نے میدان جنگ میں ان کی فوج اترتے ہی دھاوا بول دیا۔ جنگ نہاوند کی مانند سخت لڑائی ہوئی، تاہم شام ہونے تک ایرانی شکست کھا چکے تھے، شاہ دیلم مُوتا اس جنگ میں مارا گیا۔ جنگ میں شریک رے کی فوج نے بھی شکست کھائی، لیکن شہر رے کا فیصلہ ہونا ابھی باقی تھا۔ بہرام کا پوتا سیاوخش وہاں کا حکمران تھا۔ اسے یقین تھا کہ واج رود کے بعد مسلمان میری حکومت کے درپے ہوں گے۔ اس نے دنباوند، طبرستان، قُومس اور جرجان سے فوجی مدد طلب کر رکھی تھی۔ جیش نُعیم سے کئی گنا زیادہ فوجی قوت اکٹھی ہو گئی تو وہ رے میں قلعہ بند ہو گیا۔ اسے یقین تھا کہ اسلام کے سپاہی اس پر غالب نہ آ سکیں گے۔ رے کے بڑے آتش کدے اور اس کے گرد قائم معبدوں کی وجہ سے تمام مجوسی اس شہر کی حفاظت کو مذہبی فرض سمجھتے تھے۔ سیاوخش نے واج رود میں ہزیمت اٹھانے کے بعد زبندی (زینبی) کو سخت برا بھلا کہا تھا اور اسے اس کے منصب سے معزول کر دیا تھا۔ وہ آزردہ ہو کر حضرت نُعیم سے آملا۔ جبل رے کے دامن میں جنگ شروع ہوئی، پہلا دن سخت گزرا اور کوئی فوج برتری حاصل نہ کر سکی۔ زبندی (زینبی) نے حضرت نُعیم کو مشورہ دیا کہ آپ ایرانیوں کو جنگ میں الجھائے رکھیں اور میں خفیہ راستے سے شہر کے اندر داخل ہوتا ہوں۔ انھوں نے اپنے بھتیجے منذر بن عمرو کی قیادت میں کچھ گھڑ سوار زبندی (زینبی) کے ساتھ بھیجے اور خود رات بھر رے کا دفاع کرنے والی فوج پر تیر اندازی کرتے رہے۔ فوج اندرون شہر کا دھیان نہ رکھ سکی۔ فجر کے وقت شہر کے اندر تکبیر کے نعرے بلند ہوئے تو رے والوں کو یقین ہو گیا کہ ہم

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

گھر گئے ہیں۔ ان پر آخری اور فیصلہ کن حملہ ہوا، کئی کھیت رہے اور کئی گھائل ہوئے، باقیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ مسلمانوں کو رے سے معرکۂ مدائن جتنا مال فے حاصل ہوا۔ حضرت نُعیم نے فوجی تنصیبات اور قلعوں کو مسمار کرا کر قدیم شہر کے پڑوس میں ایک نیا شہر بسانے کا حکم دیا۔ انھوں نے زبندی (زینبی) کو حاکم رے مقرر کیا۔ فتح کی خوش خبری کے ساتھ خمس امیر المومنین کی خدمت میں ارسال کر دیا گیا۔ یوں آل بہرام کا خاتمہ ہوا، رے کی عظمت و شوکت اسلامی ادوار میں بھی برقرار رہی تا آنکہ منگولوں نے اسے تاراج کیا، تب اس کے شمال مغرب میں واقع تہران کو دار الخلافہ بنا لیا گیا۔ اس کے کھنڈرات اس کے شان دار ماضی کا پتا دیتے ہیں۔ واقدی کا کہنا ہے کہ ہمدان و رے کے معرکے ۲۲ھ میں پیش آئے جبکہ سیف کے خیال میں ان کا سن وقوع ۱۹ھ ہے۔

سقوط رے کے بعد آس پاس کے علاقوں کی مزاحمت ختم ہو گئی۔ اہل دنباوند رے والوں کا ساتھ دے کر ہزیمت اٹھا چکے تھے اس لیے ۲ لاکھ درہم سالانہ جزیہ کا اقرار کر کے حضرت نُعیم کے ساتھ صلح کر لی۔ حضرت عمر نے ان کے بھائی سوید بن مقرن کو قُومس بھیجا تو کوئی مقابلے کے لیے نہ نکلا۔ سوید یہاں سے بسطام پہنچے اور شاہ جرجان کو خط لکھا کہ صلح کر لو یا اسلامی افواج کا سامنا کرو۔ اس نے صلح میں خیر سمجھی۔ طبرستان کے بادشاہ نے دیکھا کہ مسلمان جنوب اور مشرق دونوں طرف سے اس کے سر پر آن پہنچے ہیں تو اس نے بھی جزیہ دینا قبول کیا۔ اسی اثنا میں خلیفۂ ثانی نے حضرت عتبہ بن فرقد اور حضرت بکیر بن عبداللہ کو آذربائیجان کی مہم کے لیے مامور کیا۔ پہلے بکیر فوج لے کر چلے، ان کا مقابلہ اسفندیار سے ہوا جو واج رود میں ہزیمت اٹھانے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ واپس جا رہا تھا۔ اس نے ایک زوردار جنگ کے بعد شکست کھائی اور قید ہوا۔ سماک بن خرشہ (ابودجانہ) کی قیادت میں حضرت نُعیم کی بھیجی ہوئی کمک بعد میں پہنچی۔ ادھر عتبہ کی سپاہ نے اسفندیار کے بھائی بہرام کی فوج کو مار بھگایا تو آذربائیجان کا پہاڑی اور میدانی تمام علاقہ مفتوح ہو گیا۔ اب امیر المومنین نے حضرت عتبہ کو آذربائیجان کا گورنر مقرر کیا، انھوں ہی نے اسفندیار کے ساتھ صلح کا معاہدہ طے کیا۔ عمر نے بکیر کو آذربائیجان سے آگے بحر قزوین پر واقع باب الابواب (دربند شروان) نامی بندرگاہ کی طرف جانے کا حکم دیا جہاں شاہ ارمینیا شہر براز کی حکومت تھی۔ ان کی ہدایت پر حضرت ابوموسیٰ اشعری نے بھی سراقہ بن عمرو کی کمان میں ایک لشکر اس طرف بھیجا، عبدالرحمان بن ربیعہ سالار مقدمہ تھے۔ شہر براز نے عبدالرحمان سے رابطہ کر کے صلح کی درخواست کی۔ انھوں نے سراقہ کے پاس بھیج دیا، جنھوں نے بغیر جنگ کیے دربند (باب الابواب) کا زیر ہونا منظور کر لیا۔ معاہدہ میں طے پایا، جو اسلامی فوج کے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کرے گا، اس سے جزیہ ساقط ہو جائے گا۔ یہ شق منظوری کے لیے حضرت عمر کے پاس پہنچی تو انھوں نے تحسین کے ساتھ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اجازت دے دی۔ اب سراقہ نے کچھ دستے ارمینیا کی پہاڑی بستیوں میں بھیجے، اہل موقان کے علاوہ سب جزیہ ادا کرنے پر آمادہ ہوئے۔ بکیر نے شہر کا محاصرہ کر لیا تو انھیں بھی صلح کرنا پڑی۔ اسی دوران میں سراقہ نے وفات پائی اور کمان عبدالرحمٰن بن ربیعہ کے ہاتھ آئی۔ ان کا ارادہ ترکستان پر فوج کشی کا تھا کہ خلیفۂ دوم عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آ گئی، چنانچہ یہ مہم عہد عثمانی میں سر ہوئی۔

مطالعۂ مزید: البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، الفاروق عمر (محمد حسین ہیکل)۔

[باقی]

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com